بسم اللہ الرحمن الرحیم

امن و سلامتی کا راستہ

مقام اشاعت

دفترِ توحید

آر۔جی ریلوے کوارٹرز، پوسٹ بکس ۰۲۸، کیماڑی کراچی

قرآن حکیم کھول کر ترجمہ کے ساتھ پڑھیے

کیا آپ نے قرآن کا مطالعہ کیا ہے ؟
اگر نہیں تو اس سے زیادہ محرومی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے !

لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ :

صبح اُٹھتے ہی اخبار پڑھنے کے لئے بے چین رہتے ہیں۔
رسائل کا شوق سے مطالعہ کرتے ہیں۔ اپنے اپنے مسالک کے جرائد لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔
دنیا بھر کی کتابیں پڑھنے کے لئے وقت نکال لیتے ہیں۔
لیکن اللہ کی کتاب پڑھنے کے لئے ان کے پاس کوئی وقت نہیں ہے ؟

حالانکہ

نزول قرآن کا آغاز ہی اس کتاب کو پڑھنے کے حکم "اِقرأ" سے ہوا ہے۔

- یہ صرف تلاوت کے لئے نہیں بلکہ سمجھ کر پڑھنے اور ہدایات حاصل کرنے کیلئے نازل ہوئی ہے۔
- یہ مُردوں کو بخشوانے کے لئے نہیں بلکہ زندوں پر نجات کی راہ کھولنے کے لئے آئی ہے۔
- یہ انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہے تاکہ اس کے خیالات میں نکھار پیدا ہو اور زندگی سنور جائے۔
- یہ مطالبہ کرتی ہے کہ زندگی کا سفر اس کی روشنی میں طے کیا جائے۔

کیا یہ مقاصد دیواروں پر سجی کتاب سے ـ "درس انقلاب ہے" لکھنے سے پورے ہوں گے ؟
یا اس کتاب کو صرف "مکمل ضابطہ حیات" کہنے سے مسئلے حل ہوں گے ؟
یا یہ مقاصد قرآن کے مطالعے کے بغیر پورے ہو سکتے ہیں ؟
ایسے کتنے لوگ ہیں جنہوں نے زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ ہی قرآن سمجھ کر پڑھا ہو ؟

آئیے ! غفلت کے اس پردے کو چاک کریں اور قرآن فہمی کو عام کریں۔

> أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَىٰ قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا (محمد-۲۴)
> تمہیں کیا ہوگیا کہ تم قرآن پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے کیا تمہارے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں۔

آئینۂ عنوانات

نمبر شمار	عنوان
۱	دَورِ حاضر میں اُمّت کی زبُوں حالی اور اُس وجہ !
۲	اُمن و سکون اور کامیابی کی شرط۔
۳	شرک اور اس کی ہلاکت خیزیاں۔
۴	غیر اللہ کو داتا، گنج بخش اور غریب نواز سمجھنے کا شرک۔
۵	غیر اللہ کو مُشکل کُشا، حاجت رَوا، فریاد رس، غوث الاعظم، کارساز و مددگار، نفع اور نقصان پر قادر سمجھنے کا شرک۔
۶	بندوں کو صاحبِ قدرت و تصرّف، اور مالک و مُختار سمجھنے کا شرک۔
۷	دُعاؤں میں وسیلہ کا شرک۔
۸	غیر اللہ کو بیماریوں سے شفا دینے والا سمجھنا !
۹	غیر اللہ کو اولاد دینے پر قادر سمجھنا !
۱۰	تعویذات کا شرک۔
۱۱	قبروں میں مُردوں کو زندہ سمجھنے کا شرک۔ قبر پرستی کی جَڑ۔
۱۲	انبیاء اور شہداء کی زندگی کی حقیقت۔

نمبر شمار	عنوان
۱۳	بندوں کے اعمال اللہ کے بجائے نبی علیہ السلام یا اماموں اور پیروں پر پیش ہونے کا شرک ۔
۱۴	مسئلۂ نُور و بشر کی حقیقت ۔
۱۵	اللہ کے علاوہ دیگر ہستیوں کو عالم الغیب سمجھنے کا شرک ۔
۱۶	اللہ کے علاوہ دیگر ہستیوں کے نام کی نذر و نیاز کرنے کا شرک ۔
۱۷	عقیدۂ ایصالِ ثواب کا ڈھونگ ۔
۱۸	مولویوں کی حرام خوری ۔ دین کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنا لینا ۔
۱۹	مولویوں کی چال بازی ۔ اُمّت کو فرقوں میں تقسیم کر دینا ۔
۲۰	مولویوں اور پیروں کا دین کو بُنیاد ہی سے بدل ڈالنا ۔ تصوّف ۔
۲۱	خبردار ، ہوشیار ! کہیں مداہنت نہ ہو ۔

درج ذیل الفاظ اور معنی پر غور فرمائیں اور دیکھیں کہ ان کا استعمال کہاں ہو رہا ہے ۔

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
غوث	فریاد سُننے والا	گنج بخش	خزانے بخشنے والا
غوث الاعظم	سب سے بڑا فریادوں کو سُننے والا	غریب نواز	غریبوں کو نوازنے والا
داتا	دینے والا	حاجت روا	حاجتیں پُوری کرنے والا
دستگیر	گرتے کو تھامنے والا	مشکل کشا	مشکل سے نکالنے والا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِصلاحِ احوال کا پیغام

(۱) اللہ کے بندو !

یہ دَور بلا شبہ سخت ابتلاء اور آزمائش کا دَور ہے ۔ انفرادی طور پر ہر شخص اور اجتماعی حیثیت میں یہ اُمّتِ مُسلمہ لاتعداد مسائل میں گھری ہُوئی ہے اور ہر طرح سے پستی اور بدحالی کا شکار ہے ۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخر ہر جگہ ذلّت و رُسوائی اِس اُمّتِ مُسلمہ ہی پر کیوں مسلط ہے ؟ آج کوئی ان کا پُرسانِ حال کیوں نہیں ؟

اللہ تعالیٰ نے تو اِس اُمّت سے وعدہ کیا تھا : " اور تم ہی سر بلند رہو گے اگر تم مومن رہو " (آلِ عمران ۔ ۱۳۹) اور واضح اعلان فرما دیا تھا :

" تم میں سے کھرے ایمان اور اعمالِ صالحہ اختیار کرنے والوں سے اللہ کا وعدہ ہے کہ زمین میں انہیں خلافت عطا فرمائے گا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو اقتدار بخش چکا ہے اور جس دین کو وہ ان کے لئے پسند کر چکا ہے اسے ان کے لیے مُستحکم و پائیدار کر دے گا اور اس کے بعد ان کے خوف کو ضرور امن و امان سے تبدیل کر دے گا ۔ (شرط یہ ہے کہ) وہ صرف میری ہی

عبادت کریں، میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کریں۔" (سورۃ نور۔ ۵۵)

دُوسری جگہ ارشاد فرمایا :

"جو لوگ ایمان لائیں اور اپنے ایمان میں شرک کی مِلاوٹ نہ کریں تو انہی کے لئے امن ہے اور یہی ہدایت یافتہ ہیں۔" (سورۃ انعام۔ ۸۲)

معلوم ہُوا کہ اللہ کا یہ وعدہ اور یہ اعلان صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو کہ ہر قسم کے شرک سے پاک ایمان کے حامل اور سُنّتِ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق اعمالِ صالحہ اختیار کرنے والے ہوں۔ لیکن بدقسمتی سے ہم نے اُن قوموں کا طرزِ عمل اختیار کرلیا ہے جو گذشتہ ادوار میں تباہ و برباد کر دی گئیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کا جُرم بھی بتادیا ہے کہ :

" ان سے کہو کہ زمین میں چلیں پھریں اور دیکھیں کہ پہلی قوموں کا انجام کیا ہُوا ؟ (اس کی وجہ یہ تھی کہ) ان کی اکثریت مُشرک بن گئی تھی۔" (الرّوم۔ ۴۲)

دُوسری جگہ فرمایا :

" اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور (اللہ کے عذاب سے) ڈر جاتے تو ہم زمین و آسمان سے ان پر برکتوں کے دھانے کھول دیتے مگر انہوں نے تو (ایمان کی دعوت کو) جُھٹلا دیا لہٰذا ہم نے ان کے کرتُوتوں کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا (اور تباہ و برباد کر کے رکھ دیا)۔" (سورۃ اعراف۔ ۹۶)

ان آیاتِ مُبارکہ سے یہ ثابت ہُوا کہ دنیا و آخرت میں امن و سلامتی، عزّت و سرفرازی، کامیابی و کامرانی حاصل کرنے کا صرف اور صرف ایک ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ایسا ایمان اختیار کیا جائے جو خالص اور ہر طرح کے شرک سے پاک ہو۔ اور پھر صحابہ کرامؓ کے نقوشِ قدم کی رہنمائی میں اتباعِ سُنّتِ رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ادا کر دکھایا جائے۔

(۲) قوموں کی تباہی و بربادی، ذلّت و رُسوائی اور عذاب کی وجہ صرف ایک چیز بنتی رہی ہے اور وہ ہے "عقائد میں شرک داخل کر لینا"۔ اور آج اِس اُمّتِ مُسلمہ کی بدحالی بھی صرف اسی وجہ سے ہے۔ پُوری دنیا میں اِس اُمّت پر جو پستی و بدحالی، ذلّت و رسوائی اور بے سکونی و خوف کی حالت مسلط ہے، وہ کسی سے ڈھکی چھپی نہیں۔ دُنیا کے ہر کونے سے ان کی آہیں، سسکیاں اور چیخ و پکار کی آوازیں آرہی ہیں، ان کی بستیوں سے دھواں اُٹھ رہا ہے، عصمتوں کے دامن تار تار ہیں نونہال چھیدے جاتے ہیں اور جوان گولیوں کا نشانہ بنائے جاتے ہیں اور جیلوں میں بھرے جاتے ہیں۔ دنیا کی پست سے پست قوم کے ہاتھوں یہ پٹتے ہیں۔ کہیں گائے کا پیشاب پینے والا انہیں مارتا ہے کہیں صلیب کی پُوجا کرنے والا، اور کہیں اللہ کے غضب کی شکار یہودی قوم کے ہاتھوں ان کی دُرگت بنتی ہے۔ بیرُونی حالات کے علاوہ ان کے اپنے اندرُونی حالات بھی کس قدر دلخراش اور

جگر سوز ہیں! ان کے اپنے علاقوں میں ایک دُوسرے کے ہاتھوں کہیں فرقہ واریت کی وجہ سے اور کہیں لسانی اور گروہی برتری کے احساس کے تحت جوان کا بُرا حشر ہے وہ سب کے سامنے ہے۔ سوچنے کی بات ہے کہ کیا یہی وہ امن و سکون اور کامیابی و کامرانی ہے جس کا اللہ نے وعدہ کیا تھا؟ کیا عزّت و سرفرازی اسی کا نام ہے جس سے آج ہم دوچار ہیں؟ یا نعُوذ باللہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹا وعدہ کیا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں "اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کیا کرتا۔" (آل عمران - ۹) اور دُنیا کی تاریخ شاہد ہے کہ اللہ نے عرب کی اس مٹھی بھر اور اَن پڑھ قوم کے ساتھ اپنا وعدہ پُورا کر کے دکھایا اور رُوم و ایران جیسی عظیم، طاقتور اور صدیوں سے قائم سلطنتوں پر غلبہ عطا فرما دیا۔ لیکن ایسا اسی وقت ہُوا تھا جب انہوں نے اللہ کو اپنا اکیلا ربّ مان کر خالص اسی کی بندگی کا ثبوت دیا تھا' جب بُتوں کی شکل میں سینکڑوں معبودوں کی بندگی کرنے والے اور اِن سے ڈرنے والے، خالص اللہ کے بندے اور صرف اور صرف اسی سے ڈرنے والے بن گئے تھے!

مگر آج ہم نے وہی رَوِش اختیار کر لی ہے جو دَورِ جاہلیت کے عربوں نے اختیار کی تھی۔ آج ہم اس ایمان کے حامل نہیں رہے جو کہ اللہ کو مطلوب ہے۔ ہم نے اللہ کے بندوں کو داتا، دستگیر، غوث، مشکل کشا، غریب نواز، کارساز

السمیع، البصیر، الحیّ، عالم الغیب، مختارِ کُل، سرکارِ دوعالم، سرورِ کائنات وغیرہ مان کر ان کو صفاتِ الوہیت سے متصف کر کے انہیں اللہ کا شریک ٹھہرا دیا ہے اور یُوں ایمان سے کھُلی غدّاری کی ہے۔ اللہ کی شکر گزاری کی بجائے غیر اللہ کی شکر گزاری کے لئے نذر و نیاز کی جاتی ہے۔ ان کی پُکاریں، استمداد کے لئے ان کے نعرے ہیں، ان کو خوش کرنے کی کوششیں ہیں -!- تو پھر اللہ کا وعدہ ایسے لوگوں سے کیسے پُورا ہو؟ وہ ایسے سرکش بندوں کو کیوں نوازے؟

(۳) آج امّتِ مُسلمہ کے عقائد میں شامل ہو جانے والے شِرک کی تفصیل سے پہلے شرک کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں کہ یہ کس قدر ہلاکت خیز اور دُنیا و آخرت میں اللہ کے غیظ و غضب کو بھڑکانے والی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا تو اس پر اللہ نے جنّت کو حرام کر دیا ہے اور جہنّم اس کا ٹھکانہ ہو گی اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔"
(سورۃ المائدہ - ۷۲)

سُورۃ النساء میں فرمایا:

"بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو ہرگز معاف نہیں کرے گا اور اس کے علاوہ

دُوسرے گناہوں کو جس کے لئے چاہے گا، معاف کر دیگا۔" (النساء۔۱۱۴)

سُورہ انعام میں مالکِ کائنات نے اپنے اٹھارہ ۱۸ برگزیدہ انبیاء علیہم السلام کا انکے فضائل کے ساتھ ذکر کرنے کے بعد فرمایا :

"اگر انہوں نے بھی شِرک کیا ہوتا تو ان کے سارے اعمال ضائع ہو جاتے۔"
(انعام۔۸۸)

حتیٰ کہ آخری نبی محمد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمادیا :

"بلا شبہ تم پر اور تم سے پہلے لوگوں پر وحی کی جا چکی ہے کہ اگر تم نے شِرک کیا تو ضرور بالضرور تمہارے سارے اعمال کو ضائع کر دیا جائے گا اور تم خسارہ اُٹھانے والوں (یعنی دوزخیوں) میں شامل ہو جاؤ گے" (زمر۔۶۵)

حالانکہ انبیاءِ کرام تو دُنیا میں معبوث ہی شِرک کو مٹانے اور توحیدِ خالص کو پھیلانے کے لئے کیئے جاتے رہے ہیں۔ ان سے تو کسی قسم کا شرک ممکن ہی نہیں ہے لیکن مالکِ کائنات نے ہمیں سمجھایا ہے کہ شِرک ایسی چیز ہے کہ اس سے انبیاء تک کے اعمال بھی برباد ہو سکتے ہیں، اگر بفرضِ محال وہ اس میں مُبتلا ہو جائیں تو اور کون ہو سکتا ہے جو شِرک کرنے کے باوجود اللہ کا محبوب بنا رہے۔

غرضیکہ قرآن کی کتنی ہی آیات ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا ہے کہ کفرد شرک کرنے والوں کی نیکیاں اللہ کے ہاں ضائع کر دی جائیں گی اور ان کا کوئی وزن نہ

ٹھہرے گا مثلاً :

سورہ البقرہ۔۲۱۷، آل عمران ۲۲، المائدہ۔۵۔۵۳، الانعام۔۸۸، الاعراف۔۱۴۷، التوبہ۔۱۷۔۶۹، ہود۔۱۶، ابراہیم۔۱۸، الکہف۔۱۰۵، الفرقان۔۲۳، الاحزاب ۱۹ محمد۔۹۔۲۸۔۳۲ وغیرہ۔ نیز فرمایا کہ "شِرک ظلمِ عظیم ہے۔" (لقمان۔۱۳)

اس کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند احادیث شِرک کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں :

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدم کی اولاد مجھے گالی دیتی ہے کہتی ہے کہ اللہ کے اولاد ہے۔" (صحیح بُخاری کتاب بدأ الخلق باب اوّل وکتاب التفسیر، تفسیر سورہ آل عمران، وسنن نسائی کتاب الجنائز)

عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو بندگی کے مقام سے اُٹھا کر اللہ کا بیٹا بنا کر اللہ کی ذات میں شِرک کیا، اللہ تعالیٰ اسی کے لئے فرماتا ہے کہ یہ میرے لئے گالی ہے۔ اور آج اللہ کے بے حساب شریک بنا کر یہ اُمّت اللہ کو عیسائیوں کی طرح گالیاں دے رہی ہے۔ (العیاذ باللہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ماننے والوں کو نصیحت فرمائی :

"اللہ کے ساتھ شِرک نہ کرنا چاہے تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا جلا ڈالا جائے۔" (سنن ابن ماجہ کتاب الفتن)

عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے ؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ :

" تُو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے حالانکہ تجھے اُسی (یعنی اللہ تعالیٰ) نے خلق فرمایا ہے۔" (صحیح بخاری و مُسلم ، کتاب الایمان)

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ دوؔ واجب کر دینے والی چیزیں کیا ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا کہ :

"جو اس حال میں مَرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا تو وہ جنّت میں جائے گا اور جو اس حال میں مَرجائے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو بھی شریک ٹھہراتا تھا وہ جہنّم میں جائے گا۔" (صحیح مُسلم کتاب الایمان باب[۳۹])

④ قارئین کرام ! آئیے اب اس شرک کا جائزہ لیں جو آج "اُمتِ مُسلمہ" کہلانے والوں کی اکثریت اختیار کر چکی ہے اور جسے دانستہ یا نادانستہ عین اسلام سمجھا جا رہا ہے جبکہ کلام اللہ اور احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اِس کے یکسر خلاف ہیں۔

آج اللہ کے مُحتاج بندوں کو وفات پانے کے بعد داتا ، گنج بخش ، غریب نواز ، جھولیاں بھرنے والا قرار دیکر اللہ کے ساتھ شریک کیا جا رہا ہے ، جبکہ یہ تو صرف اللہ ہی کے صفاتی نام ہیں کیونکہ مالک و مختار اور مُتصرّف فی الاُمور اسی کی ذات ہے۔

ملاحظہ ہو : البقرہ آیت ۲۱۲ ، ہود۔ ۶ ، العنکبوت ۔ ۱۷۔ ۶۰ ، الروم ۔ ۴۰ ،

آل عمران ۔ ۱۸۰ ، یُونس ۳۱ ، سبا۔ ۲۴ ، فاطر ۔ ۲۔ ۳ ، الزمر ۔ ۶۳ ، المومن ۔ ۱۳ ، الحجر ۔ ۲۱ ، الشوریٰ ۔ ۱۲ ، الذاریات ۔ ۵۸ ، النمل ۔ ۶۴ ، النحل ۔ ۵۳ ، المنافقون ۔ ۷ ، القصص ۸۲

⑤ اسی طرح اللہ کے مجبُور بندوں کو مشکل کُشا ، حاجت روا ، فریاد رس ، غوث الاعظم ، کارساز ، مدد کرنے والا ، نفع و نقصان پہنچانے کی قدرت رکھنے والا سمجھ کر ، اللہ کے غضب کو کھُلے عام دعوت دی جا رہی ہے ، حالانکہ یہ تمام تو صرف اکیلے اللہ ہی کی صفات اور اُسی کے اختیارات ہیں ۔ اسکے حوالجات ملاحظہ ہوں :

سُورۃ الفاتحہ ۔ ۴ ، البقرہ ۔ ۱۰۷ ۔ ۱۸۶ ، آل عمران ۔ ۱۲۶ ۔ ۱۶۰ ، الانعام ۔ ۱۷ ۔ ۶۴ ، یونس ۔ ۱۲ ۔ ۱۰۷ ، یُوسف ۔ ۱۸ ، بنی اسرائیل ۔ ۵۶ ۔ ۶۷ تا ۶۹ ، النمل ۔ ۶۲ ، اعراف ۱۹۱ تا ۱۹۷ ، الزمر ۔ ۳۸ ۔ ۴۹ ، الشوریٰ ۔ ۳۱ وغیرہا من الآیات ۔

⑥ صاحبِ قُدرت و تصرّف ، ہر چیز کا مالک اور مُختارِ کُل صرف اللہ ہے لیکن افسوس ! کہ آج یہ اُمّت اللہ تعالیٰ کی یہ صفات اس کے بندوں میں بھی تسلیم کر کے شِرک جیسے گناہ کی مرتکب ہو رہی ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں :

سُورۃ المائدہ ۔ ۱۷ ۔ ۱۸ ۔ ۴۰ ۔ ۴۱ ، الاعراف ۔ ۱۸۸ ، یونس ۔ ۴۹ ۔ ۱۰۷ ، الرعد ۔ ۱۴ ، بنی اسرائیل ۔ ۵۶ ، الفرقان ۔ ۳ ، الجن ۔ ۲۱ ۔ ۲۲ ، القصص ۔ ۵۶ ، الزمر ۔ ۳۶ ۔ ۳۷ ، البقرہ ۔ ۱۶۵ ، آل عمران ۔ ۱۲۸ ۔ ۱۲۹ ، النجم ۔ ۵۷ ۔ ۵۸ وغیرہا آیات ۔

یہ اللہ تعالیٰ ہی کا حق ہے کہ تمام مشکلات ، مصائب و تکالیف اور پریشانیوں

میں اُسی سے مَدد کے لئے دُعا کی جائے اور یہ بھی عبادت ہے ۔ لیکن افسوس کہ آج اللہ کے وفات یافتہ بندوں کو، کوئی یا رسُول مدد کہہ کر، کوئی یا علی مدد کہہ کر، اور کوئی یا غوث مدد، اور کوئی یا پیر مدد کی آواز لگا کر، الحیّ القیوم رب کے ساتھ شریک کر رہا ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں :

سورۃ الاعراف ۔ ۲۹ ۔ ۱۲۸ ۔ ۱۹۴ ، الانعام ۔ ۴۰ ۔ ۴۱ ، یونس ۔ ۶۶ ۔ ۱۰۶ ۔ ۱۰۷ ، الرعد ۔ ۱۴ ، النحل ۔ ۲۰ ۔ ۲۱ ۔ ۸۶ ۔ ۸۷ ، بنی اسرائیل ۔ ۵۶ ، الحج ۔ ۷۳ ، الفرقان ۶۸ النمل ۔ ۶۲ ، العنکبوت ۔ ۴۱ ۔ ۴۲ ، لقمان ۔ ۳۰ ، سبا ۔ ۲۲ ، فاطر ۔ ۱۳ ۔ ۱۴ ، الشعراء ۲۱۳ المومن ۔ ۱۴ ۔ ۶۰ ۔ ۶۵ ، الکہف ۔ ۱۴ ، الجن ۔ ۱۸ وغیرہا ۔

(۷) آج امت کی اکثریت کا حال یہ ہے کہ اللہ کو پکارتے بھی ہیں تو اس کے مُردہ بندوں کا واسطہ اور ذریعہ استعمال کرتے ہُوئے، ان کا کہنا یہ ہے کہ "چونکہ اللہ تعالیٰ براہِ راست ہماری دُعائیں نہیں سُنتا اور یہ حضرت اللہ کے ہاں بڑے بااثر ہیں ان کی بات اللہ کے ہاں ٹالی نہیں جاتی اسی وجہ سے ہم ان مُردہ بزرگوں کا وسیلہ اللہ کے ہاں پیش کرتے ہیں" حالانکہ یہ شرک فی العلم ہے اور مشرکین مکہ کا ہی انداز ہے ۔

وسیلہ کے معنی تقرب الی اللہ ہے اور یہ اللہ کے ذاتی وصفاتی ناموں کے ذریعہ دُعا کرنا یا پھر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کے لئے اس کی پسندیدہ چیزیں یعنی شرک سے پاک ایمان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق اعمال صالحہ اور تقویٰ کی

روش اختیار کر کے جہاد فی سبیل اللہ کی ذمہ داری پُوری کرنا، یہ شرعی وسیلہ ہے ۔ باقی کسی فوت شدہ نبی، ولی، بزرگ یا شہید وغیرہ کو اللہ سے دُعا مانگتے وقت وسیلہ بنانا شرک اور الحاد ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں :

سورہ یونس ۔ ۱۸ ، الزمر ۔ ۳ ، المومن ۔ ۶۰ ، الاعراف ۔ ۸۹ ۔ ۱۸۰ ، البقرہ ۔ ۱۲۷ ۔ ۱۸۶ آل عمران ۔ ۸ ، المؤمنون ۔ ۱۰۹ ، الحشر ۔ ۱۰ ، الممتحنۃ ۔ ۵ ، التحریم ۔ ۸ ، المائدہ ۔ ۳۵ وغیرہا

(۸) آج اِس اُمت کا حال یہ ہے کہ اگر اللہ اسے بیماری اور تکلیف میں مُبتلا کر دے تو کوئی مُردوں کو بزرگ اور مافوق الفطری قوتوں کا مالک سمجھتے ہُوئے ان سے شفا طلب کرتا ہے تو کوئی تعویذ یا کسی مخصوص پتھر والی انگوٹھی سے شفا ملنے کا عقیدہ رکھ کر اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے حالانکہ نفع و نقصان، بیماری میں مبتلا کرنا اور بیماریوں سے شفا دینا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں :

سورہ الشعراء ۔ ۸۰ ، یونس ۔ ۱۰۷ ، بنی اسرائیل ۔ ۵۶ ، النمل ۔ ۶۲ ، الانعام ۔ ۱۷ ۔ ۶۴ الزمر ۔ ۳۸ وغیرہا ۔

(۹) اس امت کے کتنے ہی لوگ ہیں جو اولاد کے لئے مُردوں، قبروں، پیروں اور تعویذوں وغیرہ کا سہارا پکڑ کر انہیں اللہ کا شریک ٹھہراتے ہیں حالانکہ کسی کو اولاد دینا یا نہ دینا صرف اللہ ہی کے اختیار میں ہے ۔ ملاحظہ ہوں :

سورہ النساء ۔ ۱ ، الفرقان ۔ ۵۴ ، الروم ۔ ۴۰ ۔ ۵۴ ، الصٰفٰت ۔ ۹۶ ، الشوریٰ ۴۹ ۔ ۵۰

المومن ۔ ۶۷ ، الاعراف ۔ ۱۸۹ ، ۱۹۰ ، الحجرات ۔ ۱۳ ، ق ۔ ۱۶ ، الواقعہ ۔ ۵۷ تا ۵۹ ، الدھر ۔ ۲ ، التغابن ۔ ۲ وغیرہا آیات ۔

(۱۰) لوگوں کا حال یہ ہے کہ بیماری مُصیبت ، دکھ تکلیف وغیرہ کو دُور کرنے کے لیئے کوئی اپنے گلے میں تعویذ لٹکائے پھرتا ہے تو کوئی دَم کردہ دھاگہ ، کڑے ، چھلے ، منکے اور گھونگھے پہنے نظر آتا ہے مولوی اور پیرزان کے ذریعے لوگوں کو بیوقوف بناکر خُوب ان کی جیبوں پر ہاتھ صاف کرتے ہیں اس کے باوجود کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیزیں لٹکانے اور پہننے کو شرک قرار دیا ہے اور جانوروں تک کے گلے سے یہ چیزیں اُتروادیں جوکہ جاہلیت میں لوگ ان کے گلے میں ڈالتے تھے ، دیکھیں :-

صحیح مسلم کتاب اللباس باب کراہیۃ قلادۃ الوتر فی رقبۃ البعیر ، سنن ابی داؤد کتاب الطب باب تعلیق التمائم ، سنن نسائی کتاب المحاربہ باب الحکم فی السحرہ ، سنن ابن ماجہ کتاب الطب باب تعلیق التمائم ، مسند احمد جلد ۴ ، صـ۱۵۶ وغیرہا احادیث ۔

(۱۱) قبر پرستی کا یہ کاروبار لات عزّیٰ اور منات کی پُوجا پاٹ کیطرح آج اسی سہارے پر قائم ہے کہ مُردہ بابا قبر میں دفن ہونے کے بعد دوبارہ زندہ ہوکر دیکھنے ، سُننے اور دُنیا کے معاملات سے باخبر بھی رہنے لگا ہے ، سلام سُنتا ہے اور جواب دیتا ہے زندوں کے اعمال ان پر پیش کیئے جاتے ہیں ، قبر پر آنے والوں کو مُردے پہچانتے

ہیں ، خواب میں آکر خوشخبری دے جاتے ہیں اور دُنیا میں آتے جاتے ہیں ۔ جبکہ یہ تمام عقائد قرآن و احادیث کا کھُلا کفر ہیں ۔ قرآن کا تو اعلان ہے کہ مُردے قیامت تک مُردے ہیں ، ان میں زندگی یا زندگی کی علامات مثلاً شعُور و ادراک سماعت و بصارت وغیرہ بالکل نہیں ہیں ۔ قیامت کے دن ہی ان میں رُوح لوٹا کر ان کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا ۔ اس سے پہلے یہ دُنیا والوں اور ان کی پکاروں سے بالکل غافل ہیں چاہے وہ انبیاء علیہم السلام ہوں یا کوئی اور ، نیک ہوں یا بد ۔ (کیونکہ لوگ عموماً انبیاء اور اپنے زعم میں نیک لوگوں ہی کو پکارا کرتے تھے)

دیکھیں : سُورہ البقرہ ۔ ۲۵۹ ، المائدہ ۔ ۱۰۹ ، الانعام ۔ ۳۶ ، الاعراف ۔ ۱۹۴ ۔ ۱۹۵ ، یونس ۔ ۲۹ ، الرعد ۔ ۱۴ ، النحل ۔ ۲۰ ۔ ۲۱ ، فاطر ۔ ۱۴ ۔ ۲۲ ، النمل ۔ ۸۰ ، الروم ۔ ۵۲ الاحقاف ۔ ۵ وغیرہا ۔

مُردہ جسم زمین میں فنا ہوکر مٹی ہو جاتا ہے ۔ قرآن و حدیث کے مطابق انسان کی ۲ دو زندگیاں اور ۲ دو موتیں ہیں ۔ دُنیاوی قبر میں سوال و جواب اور عذاب و راحت کا عقیدہ حیات فی القبر کے ہم معنی ہے اور قرآن و حدیث کا کھُلا انکار ہے کیونکہ اس سے انسان کی تیسری زندگی ثابت ہوتی ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں :

سُورہ بنی اسرائیل ۔ ۴۹ تا ۵۱ ، المومنون ۔ ۱۵ ۔ ۱۶ ۔ ۳۵ ۔ ۱۰۰ ، سبا ۔ ۷ ، یٰس ۔ ۳۱ ۔ ۷۸ ۔ ۷۹ ، الصّٰفّٰت ۔ ۱۶ تا ۱۸ ، قٓ ۔ ۳ ۔ ۴ ، الواقعہ ۔ ۴۷ تا ۵۰ ، حدیث صحیح بخاری

باب نفخ الصور، صحیح مسلم کتاب الفتن باب مابین النفختین، موطا کتاب الجنائز، صحیح بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورہ الزمر۔

اور سورہ البقرہ۔ ۲۸، النحل۔ ۲۰-۲۱، مریم۔ ۹۸، الزمر۔ ۴۲۔ المومن۔ ۱۱، التکویر۔ ۷، حدیث صحیح مسلم کتاب الامارہ باب ارواح الشہداء فی الجنۃ عن ابن مسعودؓ، حدیث ترمذی عن جابرؓ کتاب التفسیر تفسیر سورۃ آل عمران۔

(۱۲) قبر پرستی کا کاروبار چلانے والے لوگ ہر مُردے کو قبر میں زندہ ثابت کرنے سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینے والی قبر میں زندہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تاکہ پھر اسی بُنیاد پر ہر مُردے کو پُوجنے کا جواز نکالا جاسکے۔ جبکہ قرآن وحدیث کے لحاظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد شہُداء کی جنّت سے بھی بلند یعنی جنّت الفردوس کے اعلیٰ ترین مقام پر زندہ ہیں۔ انہیں مدینے والی قبر میں زندہ سمجھنا قرآن وحدیث کا کُفر اور قبر پرستی کی جڑ ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

سورہ آل عمران۔ ۱۴۴۔ ۱۸۵، الانبیاء۔ ۷-۸-۳۴-۳۵، الزمر۔ ۳۰۔

احادیث: صحیح بخاری کتاب الجنائز باب ماقیل فی اولاد المشرکین، کتاب الرقاق باب من احب لقاءاللہ احب اللہ لقاءہ، کتاب الاذان باب الدعا عند النداء، صحیح مسلم کتاب الاذان باب استجاب القول مثل قول المؤذن۔

انبیاء علیہم السّلام کو قبروں میں زندہ ماننے والے کہتے ہیں کہ جب اللہ نے

شہید کو مُردہ کہنے سے منع کیا ہے تو نبی تو شہید سے افضل ہوتا ہے لہٰذا انبیاءؑ تو بدرجہ اولیٰ زندہ ہوئے، حالانکہ شہید کو اللہ نے زندہ تو کہا ہے لیکن اُن کا مقام جنّت میں ہے نہ کہ قبروں میں۔ مرنے کے بعد کسی کا کوئی تعلق باقی نہیں رہتا چاہے وہ نبی ہو یا شہید۔ لہٰذا یہ عقیدہ رکھنا کہ شہید دُنیا میں آتے جاتے ہیں اور مدد کرتے ہیں قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کا کفر ہے۔ دیکھیں:

سُورہ آل عمران۔ ۱۶۹، یٰس۔ ۲۶-۲۷۔ احادیث: بخاری کتاب الجنائز باب ماقیل فی اولاد المشرکین، کتاب الجہاد باب تمنّی المجاہد ان یرجع الی الدنیا، مسلم کتاب الامارہ باب ارواح الشہداء فی الجنۃ۔

(۱۳) امّت کے نام نہاد اکابرین نے لوگوں کو یہ عقیدہ دیا ہے کہ ہمارے اعمال اللہ کی بجائے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیئے جاتے ہیں کچھ یہ کہتے ہیں کہ سارے اعمال تو نہیں، صرف درُود وسلام کے اعمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر پیش کیئے جاتے ہیں اور باقی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں۔ گویا کسی حد تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی الوہیت میں حصّہ دار ہیں! اور جو مزید شرک میں حد سے گزر جانے والے ہیں وہ کہتے ہیں کہ پیر بھی اپنے مُرید کے حالات بلکہ دلی خیالات کو بھی جانتا ہے چاہے کتنا ہی دُور ہو یا چاہے مَر ہی چکا ہو۔ جبکہ اِن کے یہ عقائد قرآن وحدیث کا کھُلا کفر اور اللہ وحدہٗ لاشریک کی صفات میں اعلانیہ شرک ہے۔ دیکھیئے:

سورہ البقرہ۔۲۱۰، آل عمران۔۱۰۹، الانفال۔۴۴، یونس۔۶۱، ہود۔۱۲۳، الحج۔۴۱، ۷۶، فاطر۔۴، لقمان۔۲۲، الشوریٰ۔۵۳۔ الحدید۔۵۔ حدیث صحیح مسلم کتاب الصوم باب عرفہ.... پیر اور جمعرات کے روزوں کا بیان و دیگر آیات و احادیث، ترمذی کتاب الصوم باب پیر اور جمعرات کے روزوں کا بیان۔

(۱۴) پیروں اور مولویوں نے لوگوں کو یہ عقیدہ دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم انسان (بشر) نہیں بلکہ نور تھے اور بہت سے ظالم تو یہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نور سے جدا ہونے والے نور تھے۔ حالانکہ یہ عقیدہ تو مشرکین و کفار کا تھا کہ نبی انسان نہیں ہو سکتا۔ دیکھیں:

سورہ الانعام۔۱-۹۱، آل عمران۔۷۹، ابراہیم۔۱۱، بنی اسرائیل۔۹۳-۹۴۔ الکہف۔۱۱۰، الانبیاء۔۷-۸-۳۴، حٰم السجدہ۔۶، الشوریٰ۔۵۱ وغیرہا آیات۔

یہ لوگ سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۱۵ "قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" سے دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں جبکہ وہاں نور سے مراد قرآن ہی ہے جیسا کہ سورہ الاعراف۔۱۵۷، التغابن۔۸، النساء۔۱۷۴، الانعام۔۹۱، اور دیگر آیات سے واضح ہے۔

(۱۵) آج نبیوں، شہیدوں، ولیوں اور پیروں کے متعلق یہ عقیدہ بنایا گیا ہے کہ وہ غیب کا علم جانتے ہیں۔ جبکہ یہ قرآن کی سینکڑوں آیات کا کھلا کفر اور اللہ تعالیٰ

کی صفات میں شرک ہے۔ ملاحظہ ہو:

سورہ البقرہ۔۳۳، آل عمران۔۴۴، الانعام۔۵۰-۵۹-۷۳، المائدہ۔۱۰۹-۱۱۶-۱۱۷، الاعراف۔۱۸۸، التوبہ۔۷۸-۱۰۱-۱۰۵، یونس۔۲۰، ہود۔۴۹-۱۲۳، الکہف۔۲۶، النمل۔۶۵، القصص۔۴۴ تا ۴۶، لقمان۔۳۴، سبا۔۱۴، فاطر۔۳۸، الحجرات۔۱۸، یوسف۔۳، الحشر۔۲۲ وغیرہا آیات۔

(۱۶) امت کا عالم یہ ہے کہ اللہ کے عطا کردہ رزق کو اس کے بندوں خوش کرنے کے لئے ان کے نام پر کھلاتی ہے جبکہ 'نذر و نیاز' عبادت ہے اور ہر قسم کی جانی و مالی عبادت صرف اللہ کے لئے ہی ہونی چاہیے۔ آج مختلف ناموں مثلاً گیارہویں، کونڈے، محرم کا شربت اور حلیم، سبیلیں، بارہ وفات کے کھانے اس کے علاوہ دوسرے صوفیوں ولیوں کے ناموں سے کھانے منسوب کر کے نذر و نیاز کی شکل میں، اللہ کے ساتھ شرک ہو رہا ہے، حالانکہ ان کا کرنا شرک اور کھانا سور کے گوشت سے بھی زیادہ حرام ہے۔ ملاحظہ ہو:

سورہ البقرہ۔۱۷۳، آل عمران۔۳۵، المائدہ۔۳، الانعام۔۱۳۶-۱۴۵-۱۶۳، النحل۔۱۱۵، الحج۔۲۹، الدھر۔۷ وغیرہا۔

(۱۷) پیروں اور مولویوں نے آج دین کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ لوگوں سے کہتے ہیں کہ جو تمہارے عزیز و اقارب مر چکے ہیں تم اپنے عمل کا ثواب و اجر

ان کے کھاتے میں لکھوا سکتے ہو۔ لہٰذا کھانے کی دیگیں پکاؤ اور ان کی بخشش کے لئے کھلاؤ۔ قرآن خوانیاں کرا کے ثواب ان کے نام منتقل کرواؤ۔ اور لوگ ہیں کہ اندھے ہو کر ان کی پیروی کر رہے ہیں۔ جبکہ یہ ایصال ثواب یا ایصال عذاب کا عقیدہ قرآن کی واضح آیات کا کفر ہے۔ قرآن و حدیث کا متفقہ فیصلہ ہے کہ انسان کو اُسی کام کا بدلہ ملے گا جو اُس نے خود کیا ہوگا۔ ملاحظہ فرمائیں :

سورہ البقرہ۔ ۱۳۴-۱۳۹-۱۴۱-۲۷۲-۲۸۱-۲۸۶، آل عمران۔ ۲۵-۳۰، یونس۔ ۳۰-۴۱، الانفال۔ ۶۰، بنی اسرائیل۔ ۷-۱۵، النحل۔ ۱۱۱، القصص۔ ۵۵، العنکبوت۔ ۶، الروم۔ ۴۴، لقمان۔ ۱۲، فاطر۔ ۱۸، یٰس۔ ۵۴، الصٰفٰت۔ ۳۹، الزمر۔ ۷۰، المومن۔ ۱۷، حٰم السجدہ۔ ۴۶، الجاثیہ۔ ۱۵، الاحقاف۔ ۱۹، الطور۔ ۱۶-۲۱، النجم۔ ۳۸-۳۹، الزلزال۔ ۷-۸۔ حدیث: صحیح مسلم، کتاب الوصیۃ و دیگر آیات احادیث۔

(۱۸) اس اُمت کے عُلماء و مشائخ کا حال یہ ہے کہ دین کو کاروبار بنائے ہوئے ہیں۔ نماز، اذان، تعلیم القرآن و حدیث، نکاح پڑھانا، غرض ایک ایک چیز کا معاوضہ اور اُجرت وصول کر رہے ہیں اور دعویدار ہیں کہ ہم انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔ حالانکہ دینی امور پر اُجرت لینا قطعی حرام اور قرآن و حدیث کی خلاف ورزی اور صریح کفر ہے۔ انبیاء علیہم السلام نے کبھی کسی دینی معاملے کی اُجرت نہیں لی۔ دیکھیں :

سُورۃ البقرہ۔ ۴۲-۴۴-۱۷۴، آل عمران۔ ۱۸۷-۱۹۹، المائدہ۔ ۴۴، الانعام۔ ۹۰، التوبہ۔ ۹-۳۴، ھُود۔ ۲۹-۵۱، یوسف۔ ۱۰۴، الفرقان۔ ۵۷، الشعراء۔ ۱۰۹-۱۲۷-۱۴۵-۱۶۴-۱۸۰، یٰس۔ ۲۱، الطور۔ ۴۰۔ احادیث: مسند احمد جلد ۳ ص ۴۳۴ سنن ابُو داؤد کتاب البیوع باب فی کسب المعلّم و دیگر آیات و احادیث۔

(۱۹) ایک اور بات جو کہ نہایت تلخ حقیقت ہے وہ یہ کہ مولویوں اور پیروں نے اپنی بڑائی اور سرداری قائم رکھنے کے لئے اُمت کو مختلف فرقوں اور مسالک میں بانٹ دیا ہے جس کی بنا پر آج کوئی بریلوی اور شیعہ کہلاتا ہے اور کوئی اپنا نام دیوبندی اہلحدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی وغیرہ رکھے ہوئے ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ماننے والوں کا صرف ایک ہی نام رکھا ہے یعنی "مُسلم" (الحج، آیت نمبر ۷۸) اور فرقوں میں بٹ جانے سے منع فرمادیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود خود کو مختلف فرقوں کیطرف منسوب کر کے آج اپنے مالک کے فرمان کا کھُلا کفر کیا جا رہا ہے۔ قرآن حکیم کھولیں اور حقیقت سے آشنا ہوں :

سورہ آل عمران۔ ۱۰۳-۱۰۵، الانعام۔ ۱۵۳-۱۵۹، توبہ۔ ۱۰۷، الروم۔ ۳۲، الشوریٰ۔ ۱۳-۱۴ وغیرہا آیات۔

(۲۰) آج قرآن و حدیث میں موجود دینِ اسلام کے بجائے صُوفیوں کا ایجاد کردہ دین رائج ہے جن میں قبروں پر مراقبے، چِلّے، کشفِ قبور وغیرہ کی گمراہیاں ایسے

تمام سلسلوں مثلاً قادریہ، چشتیہ، سہروردیہ، نقشبندیہ وغیرہ میں پائی جاتی ہیں۔ سارے صوفی ان تینوں میں سے لازماً کسی عقیدے کے حامل رہے ہیں:

۱: **وحدت الوجود**: یعنی کائنات میں جو بھی چیز ہے سب اللہ ہی اللہ ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی چیز کا وجود ہی نہیں ہے اس لحاظ سے کتا، سور، بندر، انسان، غلاظت وغیرہ سب اللہ ہی کے جزو قرار پاتے ہیں (معاذ اللہ)

۲: **وحدت الشہود یا فنا فی اللہ**: کا نظریہ یہ ہے کہ صوفی اتنی عبادت و ریاضت کرے کہ اپنے مقام سے عروج کرکے اللہ سے مل جائے اور اللہ کی ذات میں فنا ہو جائے یعنی اللہ بن جائے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

۳: **حلول**: کا نظریہ یہ ہے کہ صوفی کی غیر معمولی عبادت اور ریاضت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس میں اتر آئے یعنی حلول کر جائے۔ ان تینوں نظریات کا حاصل یہ ہے کہ بندے اور اللہ میں کوئی فرق اور دوئی باقی نہ رہے۔

یہ ہے تصوف کی غلاظت جو کہ آج ہر طرف پھیلی ہوئی ہے، اور تعجب تو ان عالم کہلانے والوں پر ہے جو "مسنون تصوف" کی اصطلاح استعمال کرکے اسے سنت کا درجہ دے دیتے ہیں۔ مذکورہ عقائدِ تصوف کو صوفیوں کی مشہور کتابوں میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً

فوائد الفوائد۔ ملفوظاتِ نظام الدین اولیاء، کشف المحجوب۔ مصنف علی ہجویری

فتح الربانی۔ مصنف عبدالقادر جیلانی، فتوحاتِ مکیہ و فصوص الحکم مصنف ابن عربی، مشکوٰۃ الانوار و احیاء العلوم مصنف امام غزالی، حجۃ اللہ البالغہ و فیوض الحرمین و انفاس العارفین۔ مصنف شاہ ولی اللہ دہلوی، امداد المشتاق مصنف اشرف علی تھانوی اور صوفیوں کی دوسری کتابیں۔ (تفصیل کیلئے کتاب ایمان خالص قسط اول کا مطالعہ فرمائیں)

(۲۱) تو اب جبکہ شرک اور توحید کا یہ معاملہ ہے کہ سب سے اہم مسئلہ یہی ہے شرک کرنے والا اللہ کا دشمن ہے اور اللہ کا دشمن کبھی فلاح یاب نہیں ہو سکتا، لہٰذا ایسا شخص جو کہ خود تو شرک نہیں کرتا مگر شرک کرنے والے کو اپنا امام، لیڈر اور رہنما بناتا ہے یا ایمان والوں کے بجائے شرک کرنے والوں سے دوستی اور محبت رکھتا ہے اور ان کی رسومات اور جنازوں میں شامل ہوتا ہے اور مشرک مرنے والوں کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے تو وہ شخص بھی انہی کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔

دیکھیں: سورہ آلِ عمران۔ ۲۸-۱۱۸، النساء۔ ۱۳۹-۱۴۰-۱۴۴، المائدہ۔ ۵۱-۵۴ تا ۵۷، التوبہ۔ ۱۶-۲۳-۲۴-۸۴-۱۱۳-۱۱۴، الممتحنہ۔ ۱-۴، المنافقون ۶ و دیگر آیات۔

اس لئے انتہائی ضروری ہے کہ سب سے پہلے قرآن اور احادیثِ صحیحہ کی روشنی میں، اپنے عقائد کو ہر قسم کے شرک سے پاک کرنے کے بعد، ایمان والوں کی اس

تنظیم کے ساتھ وابستہ ہوجائیں۔ پھر اپنے مومن بھائیوں سے پُرخلوص دلی تعلقات اور محبتیں ہوں، تاکہ اللہ کی ناراضگی اور غضب سے بچ جائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں صبرواستقامت عطا فرمائے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرماکر ہمیشہ کے لئے نعمت بھری جنّتوں میں داخل فرمادے۔ (آمین)

❀❀❀

مزید تفصیل اور معلومات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کر کے ہماری دیگر کتابیں بھی مُفت طلب فرمائیں

دفترتوحید

پوسٹ بکس نمبر ۷۰۲۸، آر۔ جی ریلوے کوارٹرز
کیماڑی۔ کراچی

فون نمبر: ۲۷۲۸۹۲-۲۸۵۰۵۱۰

عَذابِ قبر (صفحہ ۱۷، مضمون نمبر ۱۱ سے مُنسلک)

عذاب یاراحت قبر حق ہے اور یہ ہر مُردے کو ہوتا ہے چاہے اسکو قبر میں دفن کیا جائے یانہیں۔ لہٰذا معاملۂ قبر کے ساتھ اِس دُنیاوی جسم یالوگوں کی کھودی ہوئی دُنیاوی قبر کا کوئی تعلق نہیں۔ اس دُنیاوی گڑھے میں تو یہ جسم کچھ عرصہ بعد مٹی کے ساتھ مٹی ہوجاتا ہے اور ویسے بھی یہ قبر دُنیا کے بہت سے مُردوں کو نہیں ملتی۔ مگر معاملۂ قبراُن کے ساتھ بھی ہوتا ہے اور یہ برزخ میں اللہ کی دی ہوئی قبر (قیامت تک رُوح کے رکھنے کے مقام) میں رُوح اور برزخی جسم کے مجموعے پر ہوتا ہے جو کہ موت کے ساتھ ہی شروع ہوجاتا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ قرآن وحدیث سے یہی بات ثابت ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

سُورۃ الانعام۔ ۹۳-۹۴، الاعراف۔ ۳۸-۳۹، الانفال۔ ۵۰، النحل۔ ۲۸-۲۹-۳۲، المومنون۔ ۱۰۰، المومن۔ ۴۵-۴۶، محمد۔ ۲۷، التحریم۔ ۱۰، نوح۔ ۲۵، عبس۔ ۲۱

حدیث بخاری:۔ کتاب بدء الخلق۔ باب فی الصفۃ الجنۃ۔ وکتاب الرؤیاء۔ باب تعبیر الرؤیاء بعد صلوٰۃ الصبح۔ وکتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ المائدہ وکتاب الجنائز، باب یعذب المیت ببعض بکاء أہلہ۔

حدیث مسلم: کتاب الجنائز باب فصل نہی عن ــــ والنیاحۃ۔
وکتاب الجنۃ باب عرض مقعد المیت من الجنۃ او النار۔

بخاری، کتاب الانبیاء، باب ۲۷۸ علامات النبوۃ فی الاسلام۔
حدیث ۸۲۲ عن انس رض

⑪ کے مزید حوالے: بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ہل تنبش قبور مشرکی الجاہلیۃ ویتخذ مکانہا مساجد
⑫ کے مزید حوالے: حدیث بخاری کتاب الرؤیا۔ باب تعبیر الرؤیاء بعد صلوٰۃ الصبح وکتاب المغازی باب فضل من شہدا بدر۔

جنّتیوں کا بُنیادی عقیدہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں جو خالق و مالک کہلائے
جانے کا مستحق ہو۔ عالم الغیب حاضر و ناظر مختار کل سمجھا جائے۔ نفع و نقصان جس کی مٹھی میں ہو
حاجت روائی مشکل کشائی فریاد رسی جس کی صفت ہو۔ اُٹھتے بیٹھتے جس کو پکارا جائے جس سے غائبانہ خوف
کھایا جائے، اُمیدیں وابستہ کی جائیں۔ جس پر توکل کیا جائے۔ واسطہ اور وسیلہ کے بغیر جس سے
دعائیں مانگی جائیں، جس کے حضور رکوع و سجدہ ہو۔ جس کے نام کی نذر و نیاز کی جائے۔ قانون سازی جس
کا حق ہو۔ سب جس کے بندے اور محتاج ہوں۔ کسی کو اُس پر زور یا زبردستی کا یارا نہ ہو۔

محمد رسول اللہ کے اقرار کے معنی یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بشر اور اللہ تعالےٰ کے
آخری رسول ہیں۔ اُن کے قول و عمل کے سامنے کسی کا قول و عمل ہرگز قابل قبول
نہ ہوگا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و عمل کی وہی تعبیر معتبر ٹھہرے گی جو صحابہ
کرام رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ثابت ہے قیامت تک سنت نبوی صلی اللہ
علیہ وسلم زندگی کے ہر شعبہ میں سندِ آخر ہے اور ہر قسم کی بدعت قابل رد۔

اِس عقیدہ کا مالک گناہ گار سے گناہ گار بندہ انجام کار جنت کی بادشاہی میں پہنچ کے رہے
گا۔ اِن شاء اللہ اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا جنت کی خوشبو تک نہ پا سکے گا چاہے وہ دن میں
ہزار نمازیں پڑھنے والا ہر روز تہجد ادا کرنے والا صائم الدہر ہو۔